

اسقاط حمل

استقرار حمل پر ۱۲۰ دن گزر جائیں تو اُس کا اسقاط کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ اس مدت کے بعد جنین کا قتل درحقیقت انسان کا قتل ہے جو قرآن مجید کی رو سے پوری انسانیت کو قتل کر دینے کے مترادف ہے۔ اس کی سزا قرآن میں ابدی جہنم بیان کی گئی ہے۔ اس سے پہلے اسقاط، البتہ مباح ہے۔ مگر یہ اباحت بھی علی الاطلاق نہیں ہو سکتی، اس کے لیے کوئی معقول عذر اور حقیقی سبب لازم ہونا چاہیے۔ فقہ اسلامی میں اسقاط کے لیے ۱۲۰ دن کی یہ مدت اس لیے مقرر کی گئی ہے کہ بچے کو انسانی شخصیت اسی مدت کے خاتمے پر دی جاتی ہے۔ اس سے پہلے وہ ایک حیوانی وجود ہوتا ہے۔ اُس کی زندگی بھی حیوانی زندگی ہوتی ہے۔ ۱۲۰ دن کی اس مدت میں اُس کا حیوانی قالب پایہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے انسانی شخصیت عطا فرماتے ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جسے قرآن میں جنین کو ایک دوسری مخلوق میں تبدیل کر دینے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا ہے:

”ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا، پھر اُس کو ایک محفوظ جگہ پانی کی بوند میں تبدیل کر دیا، پھر اس بوند کو جنین کی صورت دی، پھر جنین کو گوشت کا ایک لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے میں ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا، پھر اُس کو ایک بالکل ہی دوسری مخلوق میں تبدیل کر دیا۔ سو بڑا ہی بابرکت ہے اللہ بہترین پیدا کرنے والا۔“

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ،
ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ، ثُمَّ خَلَقْنَا
النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً
فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا، فَكَسَوْنَا الْعِظْمَ
لَحْمًا، ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ، فَتَبَرَّكَ اللَّهُ
أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ. (المومنون ۲۳: ۱۲-۱۳)

ابتدا میں انسان کو زمین کے پیٹ سے پیدا کیا گیا تو اُس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے یہی طریقہ اختیار فرمایا۔ قرآن کا

ارشاد ہے کہ پہلے انسان کا حیوانی وجود تخلیق ہوا، پھر اُس میں اپنی نسل آپ پیدا کر لینے کی صلاحیت ودیعت ہوئی، پھر اُس کا تسویہ کیا گیا، اس طریقے سے جو مخلوق وجود میں آئی، اُس میں سے دو کا انتخاب کر کے پھر اُن میں روح پھونکی گئی، جس سے آدم و حوا کی صورت میں نطق و بیان کی صلاحیت اور عقل و شعور سے بہرہ یاب ایک نئی مخلوق، یعنی انسان کی ابتدا ہو گئی:

بَدَا خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ طِينٍ، ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَّهِينٍ، ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ، قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ.

”اُس نے انسان کی تخلیق کا آغاز مٹی سے کیا، پھر اُس کی نسل حقیر پانی کے خلاصے سے چلائی، پھر اُس کو نک سس سے درست کیا اور اُس میں اپنی روح پھونک دی اور (اس طرح) تم کو کان اور آنکھیں اور دل عطا فرمائے، تم کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔“ (السجده ۳۲: ۷-۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی ہے کہ ماں کے پیٹ میں انسان کے حیوانی وجود کی تخلیق کے یہ تمام مراحل ۱۲۰ دن میں مکمل ہوتے ہیں۔ اس کے بعد روح پھونکی جاتی ہے اور خدا کے حکم سے وہ شخصیت وجود میں آ جاتی ہے جسے ہم انسان کہتے ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے:

ان احدكم يجمع خلقه في بطن امه اربعين يوماً، ثم يكون في ذلك علقه مثل ذلك، ثم يكون في ذلك مضجعة مثل ذلك، ثم يرسل الملك فينفخ فيه الروح.

”تم میں سے ہر ایک کی خلقت ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک ہوتی ہے، پھر اتنی مدت میں وہ جنین بن جاتا ہے، پھر لوتھڑا بن کر پورا ہو جانے میں بھی اتنے ہی دن لگتے ہیں، پھر فرشتے کو بھیجا جاتا ہے اور وہ اُس میں روح پھونک دیتا ہے۔“ (مسلم، رقم ۲۶۴۳)

قرآن وحدیث کی یہی تصریحات ہیں جن کی بنا پر اسقاط کے لیے ۱۲۰ دن کی مدت مقرر کی گئی ہے۔